ہفت روزہ
خدام الدین



ہجرت اسلام
اور
صحابہ کرامؓ

ہجرت کے معنی ہیں کسی چیز کو ترک کر دینا، اس سے جدائی اختیار کر لینا اسلامی ہجرت یہ ہے کہ اللہ کی رضا اور اس کے دین کی خاطر آدمی ہر چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے اہل و عیال، دوست احباب، ملک و جائداد اور جان و مال غرضیکہ دنیا کی کسی بھی چیز سے دستبردار ہونے اور اس کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرنا حقیقی ہجرت ہے۔ اس ہجرت کا بدلہ جنت ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (اللہ مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید چکا ہے) حضرات صحابہ کرامؓ صرف وطن نہیں اپنا سب کچھ اللہ کے لئے چھوڑ کر ہجرت فرمائی تھی انھوں نے اپنی ہر چیز کو راہ خدا میں پیش کر دیا تھا اس لئے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے اعزاز سے نوازے گئے۔

(جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہ)

۱۹ جولائی ۱۹۸۵ء

۲/- روپے

نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳۱ شمارہ ۱

— بیاد —
جانشینِ شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور
نوّر اللہ مرقدہٗ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری
مدظلہٗ

— مجلس ادارت —
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ——— ڈاک
سالانہ ۵۲-شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶-شمارے -/۴۵ روپے

۳۰ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

متحدہ سُنّی محاذ کا قیام
اور
۶ ستمبر کا قومی سُنّی کنونشن

گذشتہ روز ملتان میں تنظیم اہل سنّت پاکستان کے سربراہ علامہ عبدالستار تونسوی کی دعوت پر اہلسنت کی مختلف جماعتوں کے ذمہ دار حضرات کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں اہل تشیع کی طرف سے فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک، کوئٹہ کے واقعات اور جونیجو موسوی معاہدہ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور و خوض کے بعد اہل سنّت کے حقوق و مفادات کے تحفظ اور سنّی مطالبات کے سلسلہ میں رائے عامہ کو بیدار و منظم کرنے کی غرض سے متحدہ سنّی محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اجتماع میں دیگر سنی جماعتوں کے ذمہ دار بزرگوں کے علاوہ امیر انجمن خدام الدین لاہور حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی اور جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی راہنماؤں علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور مولانا زاہد الراشدی نے بھی شرکت کی اور اجلاس کے بعد رات کو تنظیم کی جامع مسجد میں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی کی زیر صدارت جلسۂ عام میں متحدہ سُنّی محاذ کے راہنماؤں نے اپنے آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کیا۔

ناشر میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن جریر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت جریر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر شفقت نہیں فرمائیں گے جو لوگوں پر شفقت نہیں کرتا۔

اس حدیث کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و شفقت کی عظمت کی طرف اشارہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ شقاوت قلبی بہت بُری شے ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں رحمت خداوندی سے دوری نصیب ہوگی جس کے بغیر آخرت میں نجات ناممکن ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں

(ندیم احمد القاسمی)

جملہ انبیاء و رسل کو رحمت کا پیکر بتلا کر اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ ان کی سنّت کو اپناؤ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف الرحیم۔ (سورۃ توبہ) چنانچہ اولین مخاطبین صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین نے جب انبیاء کی اس سنت کی بھرپور پیروی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رحماء بینھم کے خطاب سے نوازا دیا۔

دل کے اندر شفقت و رحم کا ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اور شقی القلب ہونا نقص ایمان کی دلیل ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے الرحم شجنۃ من الرحمٰن کہ شفقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے کرم ہے — اور عدم شفقت نقص ایمان کی دلیل اس طرح سے ہے کہ رحمت کا دوسرا نام رقت اور نرمی ہے اور کسی کے قلب میں رقت اور نرمی کا نہ ہونا نقص ایمان کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث میں ہے فمن لا رقۃ لہ لا ایمان لہ اور آگے فرمایا ومن لا ایمان لہ شقی کہ جس کا ایمان نہ ہو وہ شقی یعنی بدنصیب و بدبخت ہے۔ معلوم ہوا، کہ شقی القلب اللہ کی رحمت سے دور اور ناقص الایمان ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نبی آدم خطّاء وخیر الخطّائین التوابون

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب انسان خطاکار ہیں اور اچھے خطا کرنے والے وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

انسان گناہوں کا پتلا ہے اس سے گناہ کا سرزد ہو جانا کوئی بعید امر نہیں (انبیاء کرام اس سے خارج ہیں) لیکن گناہ کے صدور کے بعد وہ آدمی اچھا ہے جو فوراً توبہ کر لے۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھے

(باقی ۱۰ پر)

متحدہ سنّی محاذ کے کنونیئر حضرت مولانا عبدالستار تونسوی کے اعلان کے مطابق ٦ رستمبر جمعۃ المبارک کو راولپنڈی قومی سنّی کنونشن کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں شرکت کے لئے اہل سنت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کو دعوت دی جائے گی اور اس موقع پر سنّی مطالبات کے لئے عملی لائحہ عمل کا اعلان کیا جائیگا۔

ایرانی انقلاب کے بعد سے پاکستان اور مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اہل تشیع نے اپنے تشخص کو ابھارنے اور سیاسی تغلب حاصل کرنے کے لئے جو منظم اور جارحانہ روش اختیار کر رکھی ہے اس سے پیدا شدہ خطرات و خدشات کی طرف ہم "خدام الدین" کے ادارتی صفحات میں متعدد بار اہل سنت کے راہنماؤں کو توجہ دلا چکے ہیں اور ہمیں خوشی ہے کہ اہل سنت کے بزرگوں نے بدیر سہی مگر بالآخر ان امور پر غور و خوض کے لئے مل بیٹھنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے اور اپنے لئے ایک عملی راستہ کا انتخاب کر لیا ہے۔

مگر یہ بالکل ایک ابتدائی سٹیج ہے اور سنّی حقوق و مطالبات کے سلسلہ میں کام کا نئے سرے سے آغاز ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کام کو ٹھوس بنیادوں پر شروع کیا جائے اور اس کے لئے اہل سنّت کے زیادہ سے زیادہ طبقات و مکاتب فکر کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ اس منظم نظریاتی جد و جہد کا مضبوطی کے ساتھ سامنا کیا جا سکے جو پاکستان اور مشرقِ وسطیٰ میں اہل تشیع نے شروع کر رکھی ہے اور اہل سنت کے راہنماؤں کی غفلت اور مسلمان حکومتوں کی مصلحتوں کے باعث اپنی جڑیں مضبوط کرتی جا رہی ہے۔

متحدہ سنّی محاذ کے قیام اور "قومی سنّی کنونشن" کے انعقاد کا اعلان جہاں دردِ دل سے بہرہ ور سنّی مسلمانوں کے لئے ایک حد تک قابل اطمینان ہے وہاں یہ سنّی راہنماؤں کی آزمائش اور امتحان بھی ہے کہ وہ "سنّی محاذ" کے استحکام اور کنونشن کی کامیابی کے لئے محنت ایثار اور خلوص کے مراحل کیسے عبور کرتے ہیں۔ جن حضرات نے اس سلسلہ میں آگے بڑھ کر خود کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے ان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ "متحدہ سنّی محاذ" کے تنظیمی ڈھانچہ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے اہلسنت کے تمام مکاتبِ فکر اور طبقات کے ساتھ رابطہ کریں اور انہیں اعتماد میں لے کر اس محاذ کو زیادہ سے زیادہ مستحکم اور مضبوط بنانے کی کوشش کریں

سنّی محاذ کے راہنماؤں کو یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی نظرانداز نہیں کرنی چاہیئے کہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک محض ملک کے ایک اقلیتی مذہبی گروہ کی تحریک نہیں ہے بلکہ مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا جیسے حسّاس مسلم علاقہ میں سنّی مسلمانوں کی غالب اکثریت کے علی الرغم اپنے اقتدار اور تشخص کو مسلط کرنے کی منظم اور مضبوط شیعی تحریک ہے اور اس کا مقابلہ صرف چند جلسوں، قراردادوں اور پمفلٹوں کے ذریعہ ممکن نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری سنّی رائے عامہ کو بیدار اور منظم کرنا ہے اور یہ اہلسنت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کو کسی امتیاز کے بغیر اعتماد میں لے کر ہی ممکن ہے۔ اس لئے اگر سنّی محاذ کے قائدین خلوص کے ساتھ اس جد و جہد کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو انہیں آپس کے گروہی اور جزوی جھگڑوں کو بالائے طاق

رکھتے ہوئے اس محاذ پر کام کرنے والے تمام عناصر کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ "متحدہ سنّی محاذ" کے راہ نما اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں گے اور سنّی رائے عامہ کو اپنے حقوق و مفادات کے لئے منظم و بیدار کرنے کی مقدس جد و جہد کے منطقی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ اس صورت میں انہیں یقیناً پاکستان کے سنّی علماء اور عوام کا بھرپور تعاون حاصل ہوگا اور وہ نہ صرف پاکستان میں اس جارحانہ تحریک کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو سکیں گے بلکہ ان کا یہ جذبہ اور عمل دوسرے مسلم ممالک کے علماء اور عوام کے لئے بھی مثال بنے گا۔

لندن میں ختم نبوّت کانفرنس

انٹرنیشنل ختم نبوت مشن کے اعلان کے مطابق ٤ راگست کو ویمبلے ہال لندن میں عالمی ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں دنیا بھر کے سرکردہ مسلم زعماء، دانشوروں، مشائخ عظام اور علماء کرام کے علاوہ پاکستان سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا زاہدالراشدی اور دیگر علماء بھی شریک ہو رہے ہیں۔

مرزا طاہر احمد کے ملک سے فرار اور لندن کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کے بعد یہ ضروری تھا کہ قادیانی گروہ کے تعاقب کے دائرہ کو وسیع کیا جائے اور برطانیہ اور دیگر ممالک میں بھی قادیانیوں کے عزائم اور سرگرمیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے منظم جد و جہد کی جائے

انٹرنیشنل ختم نبوت کے سربراہ الشیخ عبدالحفیظ المکی اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس مقدس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس مقدس مشن میں کامیابی سے ہمکنار کریں اور ان کی خدمات و مساعی کو دارین کی سعادتوں کا ذریعہ بنائیں۔

آمین یا الٰہ العالمین!

کوئٹہ کے واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے

گذشتہ روز سینیٹ میں وزیر داخلہ نے اس امر کا انکشاف کیا ہے کہ کوئٹہ کے حالیہ واقعات میں ٢٢ جانیں ضائع ہوئی ہیں اور انہوں نے اس عندیہ کا اظہار بھی کیا ہے کہ ان واقعات کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ کے شواہد موجود ہیں۔

فقہ جعفریہ کے جلوس کی طرف سے پولیس پر فائرنگ اور جواب میں پولیس کی کارروائی سے اس قدر قیمتی جانوں کا ضیاع انتہائی افسوسناک سانحہ ہے اور اس سے بھی زیادہ المناک یہ انکشاف ہے کہ یہ واقعات غیر ملکی ہاتھ کی کارستانی کا نتیجہ ہیں۔

فقہ جعفریہ کے نفاذ کی تحریک کو جس انداز سے چلایا جا رہا ہے اور اس کے مطالبات کو جو رنگ دیا جا رہا ہے اس کے پیشِ نظر ہم اس سے قبل انہیں صفحات میں توجہ دلا چکے ہیں۔ کہ یہ ملکی تحریک نہیں بلکہ اس کے ڈانڈے غیر ملکی سیاسی عزائم سے ملتے ہیں اور اب وزیر داخلہ جیسی ذمہ دار شخصیت نے بھی اس خدشہ کی تائید کر دی ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان واقعات کے فوری تحقیقات کرا کے غیر ملکی ہاتھ کو بے نقاب کیا جائے

(باقی ١٣ پر)

نعت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حبیبؐ خالقِ اکبر سے جو منسوب ہوتے ہیں
یقیناً اُن کے رُتبے زندگی میں خوب ہوتے ہیں

دلوں میں جذبۂ شوقِ شہادت جن کے ہوتا ہے
کہیں وہ یورشِ کفار سے مغلوب ہوتے ہیں

حقارت سے یہ دُنیا دیکھتی ہے جن غریبوں کو
رسُول اللہ کی نظروں میں وہ محبوب ہوتے ہیں

شفیعؐ عاصیاں اُن کو بھی دامن میں چُھپالیں گے
گناہوں کو جو اپنے دیکھ کر محجوب ہوتے ہیں

رسُولِ پاکؐ سے سچّی عقیدت جن کو ہوتی ہے
انہیں اس سرزمیں کے خار بھی محبوب ہوتے ہیں

بہت دُشوار ہے نعتِ پیمبرؐ کا رقم کرنا
ثنائے مصطفےٰؐ کے منفرد اسلوب ہوتے ہیں

محمدؐ کے جو طالب ہیں وہی الطافؔ محشر میں
شفاعت کے لیے اللہ کو مطلوب ہوتے ہیں

الطاف احسانی

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو وجود عطا کر کے فلاح و ترقی کی راہ دکھادی

مومنوں کا ولی اللہ ہے مشرکوں کے اولیاء طاغوت اور شیطان ہیں

حضورؐ کا اسوۂ حسنہ ہمیں جاہلانہ رسموں اور بے دین لوگوں کے اثر سے آج بھی بچا سکتا ھے

اہلِ ایمان عدل پرور بنیں اور حق پر کاربند ہو جائیں

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ ۝

وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے اور بے شک اللہ ہم پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حضراتِ محترم! ہم سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کی ملک اور عاجز بندے ہیں۔ وہ ہمارا خالق مالک اور پروردگار ہے۔ کسی انسان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے رب کی کائنات سے باہر جاسکے یا اس کے پیدا کئے ہوئے جہان میں اس کی نعمتوں کو استعمال کیے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ رہ سکے، مگر ہم چونکہ اُس کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اس لیے وہ ہماری بھلائی چاہتا ہے۔ یہ اس کی مہربانی اور رحمت ہے ورنہ وہ پیدا کرنے کے بعد ہمیں کائنات کی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا تو اس کی بارگاہِ جلال میں کون دم مار سکتا تھا، مگر اس نے فضل و احسان فرمایا کہ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ هَدٰی اُس نے ہر چیز کو وجود عطا کرنے کے ساتھ اس کو فلاح و ترقی کی راہ دکھادی جسمانی صحت کی نشوونما کے لیے حیوانات و نباتات اور جمادات کی کروڑوں نعمتوں کے جہان پیدا کر دیے اور انسان کی اخلاقی تربیت، رُوحانی ارتقاء اور اُخروی نجات کے لیے وحی کا سلسلہ قائم فرمایا اور حضرت آدمؑ سے لے کر ہمارے نبی مکرم سید دو عالم حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم و بیش انبیاء و رسل نسلِ آدم کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے کے لیے ہدایت دے کر مبعوث فرمائے۔ ہمارے نبیؐ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اب قیامت

تک کوئی سچا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ البتہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسے جھوٹے دجال پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرتے اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کا فریضہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے نام لیوا ادا کرتے رہیں گے۔ عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم چار دانگ عالم میں ہمیشہ لہراتا رہے گا۔

حضرات گرامی! اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہم نے اپنے نبی پر کھلی اور روشن آیات اس لیے نازل کی ہیں تاکہ وہ تمہیں کفر و شرک اور گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی جگمگاتی روشن و منوّر راہ پر لے آئے۔ میں نے عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ اسے اپنے بندے کا مفاد اور ان کی فلاح و نجات عزیز ہے۔ اُس نے ہمیں پیدا بھی کیا ہے اور وہ ہم سے پیار بھی کرتا ہے۔ اس نے ایک دوسرے مقام پر خود ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ یعنی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی اور مددگار ہے جو انہیں جہالت و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشن راہ پر لے آتا ہے تاکہ وہ جنّت میں جا پہنچے مگر جہاں تک کافروں اور مشرکوں کا تعلق ہے ان کے ولی اور مددگار سرکش طاغوت اور شیطان ہیں جو انہیں ہدایت کی طرف آنے نہیں دیتے اور گمراہی کی سیاہ وادیوں میں کھینچے لیے جاتے ہیں تاکہ ان کو جہنّم کی آگ کے سمندر میں جا گرائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے اخلاق کریمانہ کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا۔ یہ اخلاقِ کریمانہ کیا ہیں؟ یعنی تمام اہل ایمان عبادات و عقائد اور تہذیبی، معاشرتی، سیاسی اور معاشی غرضیکہ زندگی کے تمام معاملات میں عدل پرور بنیں اور حق و انصاف پر سختی سے کاربند ہو جائیں۔ ہر شخص تمام حقوق و فرائض کو خوش دلی اور ذمّہ داری سے ادا کرنے والا بن جائے۔ حضور رحمتِ دو عالمؐ اور معلّم کتاب و حکمت کی صحبت میں صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی ایسی ہی مثالی جماعت تیار ہوئی تھی جس کی نظیر دُنیا کی تاریخ میں نہ اب تک ہے اور نہ قیامت تک پیش کی جا سکے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کے لیے ریشم کا لباس اور سونے کا زیور پہننا حرام ہے۔ دیکھیے یہ دونوں خوبصورت چیزیں صنف نازک عورتوں ہی کو سجتی اور جچتی ہیں۔ ان کے استعمال کا حق صرف عورتوں کو ہونا چاہیے۔ اسلام نے اسی لیے ریشمی لباس اور سونے کا پہننا مرد کے لیے حرام قرار دے

ریشمی کپڑا اور سونا عورتوں کو سجتا ہے۔ یہ انہی کا حق ہے۔ مرد کے لئے ریشم اور سونے کا استعمال حرام ہے۔

دیا۔ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کی جنہیں اس حکم شریعت کی اطلاع نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات ہوئی مگر اس حال میں کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ اللہ کے نبیؐ نے ہاتھ پکڑ کر خود ان کی انگوٹھی اتاری اور زمین پر پھینک دی کہ کل قیامت کے روز اس ایک غلطی کی بنا پر کہیں میرے صحابی کو عذاب کی تکلیف نہ پہنچ جائے اور آپؐ نے بڑی محبت سے بتایا کہ مردوں کے لیے سونا پہننا حرام ہے۔ حضورؐ جب تشریف لے گئے تو دوسرے حضراتؓ نے ان صحابیؓ سے کہا کہ آپ اپنی انگوٹھی لے جا کر فروخت کر دیں یا مستورات کو دے دیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انگوٹھی زمین سے اٹھانے سے انکار کر دیا کہ جو چیز اللہ کے نبیؐ نے پھینک دی ہے میں اُسے نہیں اٹھاؤں گا۔

اندازہ فرمائیں صحابہ کرامؓ کے ایمان اور حضورؐ سے محبت کا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ قرآن و سنّت کے کسی حکم سے سرِ مو انحراف ہونے پائے۔ ہو صحابیؓ اور اپنے مفاد یا اپنی چاہت کے لیے نبیؐ کی مرضی کے خلاف قدم اٹھائے۔ آسمان گر سکتا ہے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی اللہ کے نبیؐ کی مرضی اور پسند معلوم ہونے کے بعد اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور ایک آج کا دور ہے کہ دین کے نام پر سیاست و پیشوائی کی دکانیں بھی چمکائی جاتی ہیں اور اللہ کے نبیؐ کی سنّتوں طریقوں اور تعلیمات سے کھلم کھلا بغاوت بھی کی جاتی ہے۔ جہاں دنیا کا مفاد اپنی جھوٹی انانیت و چودھراہٹ کا سوال آ جائے وہاں عشقِ رسالت اور محبّتِ رسولؐ کے تمام دعوے مصلحتوں کی دہلیز پر دم توڑ دیتے ہیں چہ جائیکہ کوئی شخص دین و شریعت کی تکمیل میں ناجائز مال و دولت سے دستبردار ہو جائے اور ناجائز ذریعے سے سامنے آئے ہوئے مال و اسباب کو اس لیے لینے سے انکار کر دے کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ نے اس طریقے سے مال و دولت کمانے کی اجازت نہیں دی۔ حدیث میں آتا ہے کہ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَتِهِ کہ ایک مرتبہ ایک صحابیہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کی چھوٹی سی بچّی بھی اس کے ساتھ تھی اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے موٹے دو کنگن پہنے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو سوال کیا۔ اَتُعْطِيْنَ زَكٰوةَ هٰذَا۔ کیا سونے کے ان کنگنوں کی تم زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ قَالَتْ لَا۔ اس نے عرض کیا نہیں۔ تو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلّم نے انتباہاً سوال کیا اَيَسُرُّكِ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ اَنْ يُّسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنَ النَّارِ کل قیامت کے روز ان سونے کے کنگنوں کے بدلے اللہ تعالےٰ تجھے آگ کے کنگن پہنا دیں۔ تو وہ نیک بندی اپنے رب کے خوف سے کانپ اٹھی۔ اس نے کنگن اتار کر حضورؐ کے سامنے پھینک دیے۔ عرض کیا هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہیں (اب میں انہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گی)۔

یہ اُس عورتؓ کے ایمان کا رشک آمیز واقعہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت پر ایمان لا کر اسوۂ نبوی کی تابعداری اور فرمانبرداری کا سچّے دل سے عہد کیا تھا۔ یہ آج کل کی روشن خیال اور مُردہ ضمیر فیشن پرست بیگمات کی بات نہیں جو پاکستان کی مسلمان پردہ دار عورتوں کی نمائندہ بن کر روزانہ بیوٹی پارلروں سے تازہ میک اپ کرائے بغیر اسمبلیوں کے اجلاسوں میں شرکت نہیں کرتیں۔ اخبارات میں رنگین تصاویر چھپوانا جن کی ادنیٰ سی کمزوری ہے اور جو حقوقِ نسواں کے نام پر دن رات قرآن و سنّت کے احکام کا مذاق اڑانے سے باز نہیں آتیں۔ مسلمانوں کو حکم یہ

دیا گیا تھا کہ اللہ کا رسول جو راہ تمہیں بتائے اسے اختیار کرلو اور جس کام سے روکے اس سے باز آجاؤ، مگر آج کے مسلمان کا معاملہ بالکل اُلٹ ہو چکا ہے، اسی لیے اس کا مقدر بھی الٹا ہو گیا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور عمل کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں دینی اقدار ملحوظ رکھی جاتی ہوں۔ تجارت و سیاست سے لے کر بیاہ شادی اور خوشی غمی کے معاشرتی معاملات اور میاں بیوی اولاد اور والدین کے گھریلو مسائل تک تمام امور دین و شریعت کی بجائے اپنی مرضی اور اپنے رسم و رواج کے مطابق انجام دیے جاتے ہیں۔ شادیوں میں رسمی طور پر بیٹی کو جہیز میں قرآن مجید ضرور دیا جاتا ہے، مگر خطبۂ نکاح کے سوا شادی کی ساری رسمیں حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے طریقے کی بجائے آج کل کے اوباشں اور بے دین ایکٹروں اور کھلاڑیوں کی پیروی میں انجام دی جاتی ہیں۔ اسی طرح ساری زندگی قرآن و سنّت سے بغاوت میں گذرنے کے بعد جب کوئی مر جاتا ہے تو اُس وقت بھی دینی احکام معلوم کرکے ان پر عمل کرنے کے بجائے تیجے ساتویں، نویں اور چالیسویں کی اپنی بنائی ہوئی رسمیں پوری کی جاتی ہیں۔

بارہ ربیع الاوّل اور معراج کی رات چراغاں کرکے اپنے آپ کو جنّت کا واحد اجارہ دار سمجھنے والا دین سے جاہل مسلمان کاش یہ جان لیتا کہ وہ جس راستے کو مکّہ اور مدینہ کا راستہ سمجھ کر اس پر آنکھیں بند کیے چلا جا رہا ہے وہ لندن، پیرس یا واشنگٹن کا تو ہو سکتا ہے مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حضرت شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کا بتایا ہُوا اتباعِ سنّت کا راستہ نہیں ہے۔

بزرگانِ محترم! اللہ تعالےٰ کا دین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمیں جہالت کے رسم و رواج اور بے دینوں کی دست برد سے آج بھی بچا سکتا ہے۔ آئیے ہم دین کا دامن مضبوطی سے اسی طرح تھام لیں جس طرح امام الاولیا، حضرت لاہوریؒ اور جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرھما نے اپنے حسنِ عمل اور بلندئ عزم سے ہمیں بتایا تھا۔ دلوں کی تاریکیوں کو مٹانے اور قبر کی اندھیری کوٹھڑی کو روشن کرنے کے لیے اسوۂ نبوی اور سنّت نبوی کی صحیح اور سچّی اتباع کے چراغ جلائیے۔ قرآنی تعلیمات کے دیے روشن کیجئے۔ ان کے بغیر اندھیرا پیچھا نہیں چھوڑے گا

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے
یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

اللہ تعالےٰ رؤوف الرحیم ہے۔ اگر آج بھی ہم سچّے دل سے توبہ کرکے دین کے مطابق آئندہ زندگی گزارنے کا ارادہ کرلیں تو اس نے ہماری سابقہ معصیتوں، گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کردینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں سچے اور پکّے مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ : احادیث الرسول

کہ وہ معاف کر دے گا۔ گناہ کے بعد توبہ کرنے والوں کو اللہ نے نے پرہیزگار بندوں میں شمار کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون اپنے کئے ہوئے پر وہ اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ توبہ کے لئے دو شرائط ہیں اوّل یہ کہ اپنے کئے ہوئے پر دل سے شرمندہ اور پشیمان ہو، دوسرا آئندہ کے لئے مکمل اجتناب کا عہد کرے۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اس نے فرمایا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

حضرت شیخ التفسیرؒ

"چار سُو بکھرے ہُوئے ہیں اُن کی عظمت کے نشاں"

جو بھی ہیں وابستگانِ مولوی احمد علیؒ — ہیں وہ نخلِ گلستانِ مولوی احمد علیؒ

وہ ولی بھی تھے مجاہد بھی تھے اور درویش بھی — ہو سکے کس سے بیانِ مولوی احمد علیؒ

تھے حقیقت آشنا، حق گو بھی تھے بے باک بھی — کون ہے اب ہم زبانِ مولوی احمد علیؒ

شاہ ولی اللہؒ کا فکر اور سیّد مدنیؒ کا ذکر — ہیں یہ دونوں شہ نشانِ مولوی احمد علیؒ

تھے مربّی مولوی سندھیؒ امامِ انقلاب — ہے انہی کا خاندانِ مولوی احمد علیؒ

چار سُو بکھرے ہوئے ہیں اُنکی عظمت کے نشاں — باکرامت آستانِ مولوی احمد علیؒ

ہاں ہمیں دین اور دُنیا اُن کی خدمت سے ملے — کہہ رہے ہیں خادمانِ مولوی احمد علیؒ

حضرتِ انورؒ مرے بھائی مرے ہم نام تھے — تھے یقیناً عکسِ شانِ مولوی احمد علیؒ

ہے دُعا اجملؔ کو بھی اُن ہی کا نقشِ پا ملے — اور ہوں یہ ترجمانِ مولوی احمد علیؒ

میں قصیدے لکھ نہیں سکتا شہ و سلطان کے — میں فقط ہوں مدح خوانِ مولوی احمد علیؒ

مولوی احمد علیؒ کا ہے مُرید آزادؔ بھی
لکھ رہا ہے داستانِ مولوی احمد علیؒ

آزاد شیرازی

۲۹ جون ۱۹۸۵ء



تحریک استخلاص وطن کے مجاہدین میں مجاہد اعظم حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے نام سے کون واقف نہ ہوگا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب لاہوری اسی پاک ذات کے لختِ جگر تھے۔ جو صحیح معنوں میں والد بزرگوار کے جانشین تھے۔ خدمت ملک و قوم، خدمتِ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ ان کو ورثہ میں ملا تھا۔ اس سلسلہ میں مولاناؒ نے اذیت ناک سزائیں جھیلیں جن کو سن کر لرزہ طاری ہوتا ہے۔

مولانا مرحوم نے دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور وقت کے جید علماء سے علمِ دین حاصل کیا خود ایک مجاہد اور صاحبِ حال بزرگ کی اولاد اور پھر ایسے علماء سے استفادہ نے ان کو اور نکھار دیا۔ راقم الحروف کو ان کے ہم سبق ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ایام طالب علمی سے یکسوئی تعلیمی انہماک اور عبادت الٰہی ان کا مشغلہ تھا۔ نیکی اور بزرگی ان کی سرشت تھی۔ درس گاہ اور اپنا کمرہ تھا جس میں ہمہ وقت رہتے تھے۔ سیر و تفریح یا کسی کے یہاں آنا جانا کم تھا۔ اکثر کمرہ پہ مولانا محمد ہارون صاحب اور احقر حاضر رہتے اور مولانا مرحوم نہایت خلیق، خوش مزاج ملنسار، سمجھ دار اور ذی استعداد تھے۔ دنیا کے ہر موضوع پر بحث ہوتی۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ یہیں آکر قیام فرماتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے بہت متاثر تھے بچپن ہی سے وہ جوہر نمایاں تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ آگے چل کر والد بزرگوار کے جانشین ہوں گے۔ چنانچہ والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کے سجادہ کو رونق بخشی اور ایک عالم کو فیض پہنچایا۔

مولانا مرحوم سے تعلیمی فراغت کے بعد دارالعلوم کے صد سالہ اجلاس پہ ملاقات ہوئی۔ اور پھر ہماری لاہور حاضری پر مولانا سے صحبتیں گرم رہیں۔ وہی پرانی باتیں، بزرگوں کے قصے، استخلاص وطن کی تحریک کی داستانیں اور خوش اخلاقی، ملنساری، بزرگانہ شفقت، محبت و خلوص دیکھا میرے متعلق فرمایا کہ یہ میرا جنم جنم کا ساتھی ہے۔

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا وحیدالدین صاحب قاسمی اور احقر ساتھ تھے —— بڑی خاطر مدارات فرمائی۔

حضرت مولانا مرحوم کو اپنے مربی و سرپرست مولانا محمد عثمان صاحب کے انتقال کی خبر کے لئے عریضہ لکھ رہا تھا کہ اچانک کسی نے یہ وحشت ناک خبر سنائی کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کا لاہور میں انتقال ہو گیا ہے اچانک دل پر بجلی گری اور مغموم دل کو اور مضمحل کر دیا۔ اپنے اس عریضہ کو مولانا کے صاحبزادے مولانا اجمل قادری کے نام تعزیت گذاری پر ختم کیا۔

بہت افسوس اور صدمہ ہے ان کی جدائی کا۔ پورے پاکستان اور بیرون ملک میں بھی ان کا بہت حلقہ اور ہزارہا مریدین و متوسلین تھے۔ ایک بڑا فیض جاری تھا —— افسوس کہ نہ رہا۔

مولانا کے صاحبزادے اور ان کے ہزارہا مریدین و متوسلین کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس صدمہ جانکاہ کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے اور مولانا اجمل صاحب کو والدؒ اور داداؒ کا سچا جانشین بنائے اور اللہ تعالےٰ مولانا مرحوم کے درجات بلند کرے۔ اور اعلیٰ علیین ہی میں جگہ عطا فرمائے آمین!

سوگوار:

اعجاز احمد قاسمی دیوبند



دنیا کا کوئی شخص

صحابہ کرامؓ کی نیکیوں کا مقابلہ

نہیں کرسکتا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ "میرا کوئی صحابی اگر مُد بھر جَو اللہ کی راہ میں خیرات کر دے اور ان کے بعد میں آنے والا اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو پھر بھی وہ میرے صحابیؓ کے مُد بھر جَو کے ثواب کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔"

یہ صحابہ کرام کی شان، عظمت اور دین مبین میں ان کا مقام ہے مگر بد باطن لوگ آج صحابہؓ پر بھی تنقید کرنے سے باز نہیں آتے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا ہے کہ صحابہؓ کے ایمان و عمل اور صدقہ و خیرات کو اپنے پیمانوں سے نہ تولو!

دنیا میں ناپ اور تول کا وہ کمپیوٹر بن ہی نہیں سکتا جو سیدالانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ایمان کی گہرائیوں اور وسعتوں کا احاطہ کرسکے۔ ایمان جنس گرانمایہ کے وزن کا اندازہ تو نسبت اور تعلق کے پیمانہ سے کیا جاتا کرتا ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کی نسبت ایمانی کائنات ہست و بود کی اس عظیم المرتبت ہستی کی صحبت سے معنون ہے جس کی صفت و نعت پڑھتے ہوئے الفاظ مدح کی تجوریاں خالی ہو گئیں۔ اور اہلِ فکر و دانش پکار اٹھے ؎

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بقیہ : اداریہ

اور اس سلسلہ میں پاکستان کے دینی اور سیاسی حلقوں کو اعتماد میں لے کر فتنہ و فساد کے اس ہاتھ کو روکنے کے لئے مؤثر اور ٹھوس طریق کار

مولانا احمد علی سراج
کویت

شرک اصغر
ریا، دکھاوا

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ عمل سے اگر ذاتِ خداوندی مقصود نہ ہوگی تو دُنیا کا کوئی نفع ضرور مقصود ہوگا جو بندوں سے حاصل ہوتا ہے جیسے شہرت، جاہ، مال وغیرہ اور بندوں سے تعلق ہونے کی وجہ سے بندوں کے سامنے عمل کیا جاتا ہے تاکہ وہ دیکھیں جس سے شہرت ہو، پھر اُن کے دلوں میں عزت و وقعت قائم ہو اور پھر بزرگ جان کر ہدیہ دیں۔ اچھے اچھے القاب سے نوازیں۔ وغیرہ۔

چونکہ یہ چیزیں نقد حاصل ہوتی ہیں اور آخرت کا معاملہ ادھار ہے اس لیے اگر کوئی شخص صرف ذاتِ خداوندی کو مرکز بنائے یعنی اخلاص کو اختیار کرے تو نفس آڑے آتا ہے۔ متعدد احادیث میں ریا کو شرک فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم پر میں سب سے زیادہ شرکِ اصغر (چھوٹے شرک) کا خوف کرتا ہوں۔ صحابہ کرام رضؓ نے عرض کیا شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا دِکھاوا "ریا"۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت شداد بن اوس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اُس نے

مختلف احادیث میں ریا کو شرک قرار دیا گیا ہے

شرک کیا۔ جس نے دکھاوے کا روزہ رکھا اُس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کا صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔ (رواہ احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ حدیث قدسی ہے کہ "جس نے کوئی عمل ایسا کیا جس میں میرے کسی غیر کو شریک کر لیا تو اُس کو مع اُس کے عمل کے چھوڑ دوں گا (یعنی اس عمل پر کوئی اجر نہیں دوں گا)۔

حضرت عمر بن الخطابؓ ایک روز مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضؓ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر بیٹھے رو رہے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضؓ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ تو اس پر حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے جواب میں کہا ایک چیز مجھے آج رُلا رہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سُنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور جس نے خدا کے کسی دوست سے دشمنی کی، وہ خدا سے جنگ کے لیے میدان میں آ گیا۔ بے شک خداوند کریم کو نیک پرہیزگار پوشیدہ بندے پسند ہیں جو غائب ہو جائیں تو ان کی تلاش نہ ہو۔ موجود ہوں تو ان کو (کسی تقریب میں ناقابلِ التفات سمجھ کر) بلایا نہ جائے۔ ان بندوں کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔

ریاکاروں کی سزا
(غم کا کنواں)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا جُبُ الحزن (غم کے گڑھے) سے پناہ مانگو۔ عرض کیا یا رسول اللہ جب الحزن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب الحزن دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ چار سو مرتبہ خود دوزخ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا اس گڑھے میں کون داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ عبارت گذار جو اپنے اعمال کا دکھاوا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

دُنیا میں ذلت

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے عمل کو مشہور کرے تو خدا اس کو اپنی مخلوق کی مجلسوں میں بُرائی سے مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و حقیر کر دے گا۔ (طبرانی، البیہقی)

آخرت میں رسوائی

حضرت ابوہند داریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ جو شخص دکھاوے اور شہرت کی جگہ کھڑا ہو تو قیامت کے روز اللہ تعالےٰ اس کو دکھائے گا کہ یہ ریاکار ہے اور مشہور کر دے گا کہ شہرت کے لیے عمل کیا کرتا تھا۔ (احمد باسناد)

ریا آج جس سے دُنیا شکار ہے کیا ہم نے اس کے نقصانات پر غور کیا کہ اس سے ثواب سے محرومی، عذاب میں گرفتاری، مشرکین میں شمار ہونا اور عجب بات یہ ہے کہ وہ دنیا جس کی تلاش میں ریا کی جاتی ہے وہ بھی نہیں ملتی۔ کچھ ملی تو فنا کے گھاٹ اُتر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام غزالیؒ نے فرمایا کہ "ریا" کے خطرات میں سے کم از کم دو قسم کی ندامت انسان کو لاحق ہوتی ہے۔ ایک ندامت تو پوشیدہ قسم کی ہے وہ تمام ملائکہ کے سامنے ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ ملائکہ ایک بندے کے اعمال خوشی خوشی اُوپر لے جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ یہ اعمال سجین میں پھینک دو کیونکہ اس نے یہ اعمال میری رضا اور خوشنودی کے لیے

اخلاص والوں پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا

نہیں کیے تھے تو اس وقت اس بندے اور اس عمل کو ملائکہ یعنی فرشتے کے سامنے ندامت لاحق ہوتی ہے۔ دوسری ندامت اعلانیہ اس کو لاحق ہو گی جو قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے ہوگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ "ریاکار کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ اے کافر، اے فاجر اے غدار، اے خسارہ اٹھانے والے تیری کوشش بے کار چلی گئی۔ یہاں اب کوئی تیرا حصہ نہیں۔" اور

ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا جسے تمام مخلوقات سُنے گی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کی بجائے لوگوں کی عبادت کرتے تھے۔ جاؤ اور اپنے اعمال کا بدلہ ان سے لو جن کے لیے کرتے تھے۔ میں اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں 'ریا و نمائش' کی ملاوٹ ہو۔"

میں قارئین کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ آج ہم میں اعمال کے اعتبار سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صرف اور صرف اللہ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں۔ اس لیے توبہ و استغفار کرکے آئندہ کے لیے اپنے اعمال کو خاص مقصودِ الٰہی کا ذریعہ بنائیں وگرنہ ریا کے بارے میں قرآن و حدیث میں بہت زیادہ وعیدیں آئی ہیں جن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ نیّت کا اچھا ہونا

حضرت امیرالمؤمنین خلیفہ دوئم حضرت عمر بن الخطابؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اعمال نیتوں سے (بنتے اور بگڑتے اور موجب عذاب یا باعث ثواب ہوتے ہیں) ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیّت کی ہو۔"

۲۔ اخلاص:

اخلاص بڑی اہم چیز ہے جب تک نیت یہ نہ ہو کہ میرا یہ عمل خالص خدا کے لیے ہے اس وقت تک عمل مقبول نہیں ہوتا۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر ایک عمل میں ایک نیت دین کی ہو اور ایک دنیا کی تو اس کو کبھی اخلاص نہیں کہا جائے گا۔ جس طرح مثال کے طور پر ایک شخص روزہ رکھتا ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف صحت کے لیے پرہیز ہو یا پھر کھانا پکانا نہیں پڑے گا۔ ایک وقت کھایا اور دوسرے وقت افطار کیا تو روزہ بحیثیت نیت صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے ہے لیکن اس نیت کے ساتھ دوسری نیتوں کے مجموعے نے نیت کے اخلاص میں خلل ڈال دیا۔ حضرت ابوفراسؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آکر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے۔ آپؐ نے جواب میں فرمایا "اخلاص"۔ (ترغیب)

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھ کو نصیحت فرما دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اپنے دین میں اخلاص رکھو تم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔ (ترغیب عن الحاکم) بہرحال اخلاص سب چیزوں سے اہم اور قابلِ تحصیل ہے۔ اخلاص والوں پر شیطان کا داؤ ہی نہیں چلتا اور وہ تھوڑے عمل سے بہت سی نیکیاں حاصل کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان نے مردود ہو کر جب یہ قسم کھائی کہ اے خدا میں تمام انسانوں کو بہکاؤں گا تو اس کو یہ بھی کہنا پڑا کہ "مگر تیرے مخلص بندوں کو میں نہ بہکا سکوں گا۔ (سورہ حجر)

جتنا جس کا اخلاص ہوگا اُس قدر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

حضرت معروف کرخیؒ اپنے نفس کو مارتے تھے اور فرماتے تھے "اے نفس! اخلاص کا خیال رکھ تاکہ دوزخ سے تری خلاصی ہو۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرمایا کرتے تھے "ریاکاری وغیرہ کے میل کچیل سے اعمال کو پاک و صاف رکھنا ہی اخلاص کہلاتا ہے"۔

اعمال کو برباد کرنے والی چند رذائل

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ بندہ کے لیے لازمی ہے کہ اپنے اعمال کو چند چیزوں سے محفوظ رکھے کیونکہ ان (باقی صہ۲ پر)

مُحمّد شفیع عمرالدّین
میرپور خاص سندھ

تقویٰ و پرہیزگاری

دونوں جہانوں کی کامیابی کا ذریعہ ہے

قرآن مجید متّقیوں کی ہدایت کا سرچشمہ ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ-۲)

پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے

(ف) لغت میں تقویٰ کے معنی صیانت اور حفاظت کے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں ان چیزوں سے بچنے کو کہتے ہیں جو آخرت کے لحاظ سے ضرر رساں ہوں خواہ از قبیل عقائد و اخلاق ہوں یا از قبیل اقوال و افعال و احوال ہوں۔

(معارف القرآن از حضرت مولانا محمّد ادریس کاندھلویؒ)

حاصل یہ نکلا کہ متّقی کو سب صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے دُور رہنا چاہیئے کیونکہ ہر گناہ ضرر رساں ہے اور ہر گناہ دُنیا میں وبال اور آخرت میں عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تقویٰ کا مفہوم یوں بتایا تھا کہ جس طرح کانٹوں والے راستے میں دامن بچا کر کانٹوں سے بچنے کی جدوجہد کی جاتی ہے اسی طرح تقوٰے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کی چیزوں سے بچنے میں پوری طاقت اور ہمت صرف کی جائے۔

دُنیا و آخرت میں خوشخبری

پرہیزگاروں کے لیے دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے

ترجمہ: خبردار بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے، اُن کے لیے دُنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔"

(یونس آیت ۶۲-۶۴)

اس آیت شریفہ سے یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دوست (ولی اللہ) وہ ہیں جو ایمان و یقین کی دولت اور تقویٰ اور پرہیزگاری کی خصلت سے مزّین ہوں۔ لہٰذا تقویٰ میں جس قدر بلند درجہ حاصل ہوگا، ولایت میں اسی قدر اونچا مقام ہوگا۔

متّقی کے لیے دنیا کی زندگی میں اچھی بشارتیں ہیں۔

۱۔ اچھے خواب دیکھنا

یہ متّقی خود دیکھتا ہے یا دوسرا اس کے بارے میں دکھائے جاتے ہیں۔

۲۔ موت کے وقت فرشتوں کا خوشخبری دینا

ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے

پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم غم نہ کرو اور جنّت میں خوش رہو، جس کا تم سے وعدہ کیا تھا۔" (حٰم السجدہ۔ ۳۰)

اور اُسے آخرت میں بھی خوشخبریاں ملیں گی۔

دخول درجنت اور رضائے الٰہی کا حاصل ہونا

ترجمہ: اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک کام کرتے ہیں بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے"۔ (المائدہ۔ ۹)

ترجمہ: اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں۔ اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔" (التوبہ۔ ۷۲)

ترجمہ: ان سے فرشتے آ کر ملیں گے۔ یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (الانبیاء۔ ۱۰۳)

(ف) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوزخ کی کوئی آواز نہیں سنیں گے۔ اپنی نعمتوں میں دائمی زندگی بسر کریں گے اور نفخۂ اخیرہ سے پریشان نہیں ہوں گے۔

ترجمہ" حال جنّت کا جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے، بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں، میوہ اس کا ہمیشہ کا ہے اور سایہ بھی۔ یہ بدلہ اُن کا ڈرتے رہے۔" (الرعد۔ ۳۵)

(ف) جنّت کی کھانے پینے والی چیزیں فنا ہونے والی نہیں۔ اس کے پھل ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جنّتی جب ایک پھل توڑے گا تو دوسرا اس کی جگہ اسی وقت لگ جائے گا۔ جنّت کا پانی کبھی نہیں بگڑے گا۔ جنّت کی دودھ کی نہروں کا مزہ کبھی خراب نہ ہوگا۔ جنّت میں صاف ستھری شہد کی نہریں ہیں اور پُرذائقہ صاف ستھری شراب کی نہریں بھی ہیں اس میں بدمزگی اور نشہ نہیں۔ جنّتی کو تھوک اور ناک نہ آئے گی۔ پیشاب اور پاخانہ کی حاجت نہ ہوگی۔ مشک جیسی خوشگوار خوشبو والا پسینہ آ کر کھانا پینا ہضم ہو جائے گا۔ جنّتی ہمیشہ جوان رہیں گے۔ بوڑھے نہ ہوں گے۔ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وہاں موت نہیں۔ ہمیشہ تندرست رہیں گے، بیمار نہ ہوں گے۔ جنّت میں کپڑے میلے نہ ہوں گے اور نہ ہی پرانے اور بوسیدہ ہوں گے۔

(از تفسیر ابن کثیرؒ)۔

رحمتِ الٰہی کا نزول

ترجمہ: میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے۔ پس وہ رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔" (الاعراف۔ ۱۵۶)

یعنی رحمتِ خاص ان کے نصیب میں ہے جو اللہ کا ڈر رکھتے ہیں اور اموال میں زکوٰۃ ادا کرتے یا نفس کا تزکیہ کرتے ہیں اور خدا کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

(شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانیؒ)

تمام مشکلات کا حل اور بے گمان روزی کا ملنا

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اُس کے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اُسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔" (الطلاق ۲۔۳)

(ف) شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ

یعنی اللہ سے ڈر کر اس کے احکام کی بہرحال تعمیل کرو خواہ کتنی ہی مشکلات و شدائد کا سامنا کرنا پڑے۔ حق تعالیٰ تمام مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور سختیوں میں بھی گذارے کا سامان کر دے گا۔

اللہ کا ڈر دارین کے خزانوں کی کنجی ہے اور تمام کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ بے قیاس و گمان روزی ملتی ہے۔ گناہ معاف ہوتے ہیں، جنّت ہاتھ آتی ہے۔ اجر بڑھتا ہے اور ایک عجیب قلبی سکون و اطمینان نصیب ہوتا ہے جس کے بعد کوئی سختی سختی نہیں رہتی اور تمام پریشانیاں اندر ہی اندر کافور ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر دنیا کے تمام لوگ اس آیت کو پکڑ لیں تو ان کو کافی ہو جائے۔

دین کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے

حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسولؐ دے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

پس نجات کا دارومدار دو چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اوامر پر عمل کرنا اور ۲۔ نواہی سے اجتناب کرنا۔ ان دونوں میں سے آخری جزو معظم ترین ہے جسے تقویٰ اور پرہیزگاری سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں ایک شخص کی عبادت و ریاضت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ شَيْئًا يَعْنِي الْوَرَع

(پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں)۔

نیز حضرت رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مِلَاكُ دِيْنِكُمُ الْوَرْعُ یعنی دین کے کام کا دارومدار پرہیزگاری پر ہے۔

انسان کی فضیلت فرشتوں پر اسی پرہیزگاری کے جزو سے ثابت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے مدارج میں ترقی بھی اسی جزو سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ جزو اوّل (اوامر پر عمل کرنے میں) فرشتے بھی شریک ہیں اور ان میں ترقی مفقود ہے۔ پس تقویٰ اور پرہیزگاری کے جزو کو مدِنظر رکھنا اسلام کے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ہے اور دین کی اشد ضروریات میں سے ہے۔ اس جزو کا دارومدار محارم (حرام کی ہوئی چیزوں) سے بچنے میں ہے۔ تقویٰ کامل طور پر اس وقت میسّر ہوگا جب فضول مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے گا۔ لہٰذا مباحات میں سے بقدرِ ضرورت پر اکتفا کیا جائے کیونکہ اگر مباحات میں نفس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی جائے تو وہ امورِ مشتبہات تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ حرام کے نزدیک ہے مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّقَعَ فِيْهِ (جو چرواہا مویشیوں کو بادشاہ کے سبزہ زار کے گرداگرد چراتا ہے قریب ہے کہ وہ چراتے ہوئے سبزہ زار میں داخل ہو جائے)۔

پس کمال تقویٰ اور پرہیزگاری کے حاصل کرنے کے لیے بقدرِ ضرورت مباحات پر اکتفا کرنا ضروری ہے اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس سے 'وظائف بندگی' ادا کرنے (کے لیے طاقت حاصل کرنے) کی نیت ہو ورنہ مباحات سے اس قدر (بقدرِ ضرورت) بھی وبال ہیں۔ ان کا تھوڑا بھی زیادہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ ہر وقت اور خصوصاً آج کل فضول (اور زائد از ضروریات) مباحات سے بچنا نہایت ہی مشکل ہے۔

اس لیے 'محرمات' سے اجتناب

کرنے کو لازم جانیں اور فضول مباحات کے دائرے کو تنگ کرنا چاہیئے اور اس کے ارتکاب میں ہمیشہ شرمندہ ہونا چاہیئے اور ہمیشہ استغفار کرتے رہنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا اور گریہ و زاری کرنی چاہیئے شاید یہ ندامت اور استغفار اور التجا اور تفرع فضول مباحات سے بچنے کا کام دیں اور اس کی آفت کو دُور کردیں اور اس سے محفوظ رکھیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ گنہگاروں کی عاجزی میرے نزدیک فرمانبرداروں کی جدوجہد سے زیادہ پسند ہے۔

(یاد رکھیں) کہ محرمات سے بچنے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو حقوق اللہ کے متعلق ہیں اور دوسری قسم کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غنیٔ المطلق اور ارحم الراحمین ہے اس لیے قسم دوم حقوق العباد کا زیادہ خیال رکھنا اہم بات ہے کیونکہ بندے فقیر اور محتاج اور بالذات بخیل اور کنجوس ہیں۔ (وہ چاہتے ہیں کہ ان کے حق بجا لائے جائیں۔)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جس شخص پر مسلمان بھائی کا کوئی حق (آبروریزی یا مال یا خون وغیرہ کا) ہو تو اس حق کو اُس سے آج ہی اُس دن (قیامت کے دن) سے قبل معاف کرالے جس دن (اس حق میں دینے کے لیے) نہ درہم ہوں گے اور نہ دینار (اگر اس نے اپنے حق کو معاف کردیا تو بہتر ورنہ) پھر قیامت کے دن اگر ظالم کے اعمال میں کچھ نیکیاں ہوں گی تو اس کی نیکیوں میں سے اس کے ظلم کے برابر نیکیاں لے کر مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بُرائیوں سے (اسی قدر برائیاں لے کر ظالم کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔

نیز حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ حضرت صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ ہی مال و اسباب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے دن (دنیا سے) نماز، روزہ اور زکوٰۃ ادا کر کے حاضر ہوگا مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا (ناحق) مال کھایا ہوگا اور کسی کو (ناحق) قتل کیا ہوگا اور کسی کو (ناحق) مارا ہوگا۔ پھر تمام مظلوموں میں اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور مظلوموں کے حقوق ابھی باقی ہیں تو ان حقداروں کی برائیاں اور گناہ لے کر اس (ظالم) پر ڈال دیے جائیں گے۔ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ پھر اس ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(از مکتوب ۷۶ - دفتر اول)

بقیہ: شرک اصغر

سے نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں۔

۱- نفاق سے (۲) ریا سے
۳- لوگوں سے زیادہ میل جول سے
۴- احسان جتلانے سے (۵) اذیت دینے سے۔ ۶- ندامت سے
۷- عُجب سے ۸- حسرت سے
۹- سستی و کاہلی سے ۱۰- ملامت کے خوف سے۔

پھر امام غزالیؒ ان رذائل کو بیان فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان سب سے نجات اخلاص کے ذرائع سے ہوسکتی ہے کیونکہ ریا، نفاق، عجب اور احسان جتلانا وغیرہم کی ضد اخلاص ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی نعمت سے مالا مال فرما کر دین کی محنت میں قبول فرمائے آمین۔

سپاسنامہ

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں کے اعزاز میں ۳۰ / جون کو شیخ التفسیرؒ ہال میں منعقدہ دعوت استقبالیہ کے موقع پر پڑھا گیا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات زعماء ملت و قائدین جمعیۃ! اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی زندگیوں اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

آپ حضرات نے ہم کارکنان جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور کی دعوت کو منظور کرکے جو زحمت گوارا فرمائی ہے اس پر ہم شکریہ ادا کرتے ہوئے مرکز رشد و ہدایت اور دعوت الی الحق ادارہ خدام الدین میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

حضرات محترم! آج کے بدلتے ہوئے معاشرتی، سیاسی، اخلاقی تہذیبی ماحول اور حالات میں آپ جیسے اولوالعزم اور قائم الی الحق حضرات کا وجود بہت غنیمت ہے ورنہ ضرورتوں اور مصلحتوں کا سیلاب بڑے بڑے کجکلاہوں اور اپنے تئیں تقدس مآبوں کی سوچ اور فکر کے بلند ایوانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جا چکا ہے ؎

آنکہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج و احتیاج و احتیاج

بزرگان ملت! آپ اس امر مستقیم سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام ان مردان حق علماء ربانیین اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی روایات اور عظیم مشن کی وارث ہے جنہوں نے سترھویں صدی کے شروع ہی میں جب برطانوی قزاقوں نے تاجروں کے روپ میں یہاں اپنا ناپاک قدم رکھا تو اپنی جدو جہد کا آغاز کردیا تھا۔ ۱۶۰۸ھ سے لے کر ۱۸۵۷ء تک اڑھائی سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ اس عرصہ میں اگرچہ بہت سے مسلمان بادشاہوں، راجوں اور سرداروں کی حکومتیں بنتی اور بگڑتی رہی ہیں، انہیں اقتدار اور دولت کے خزانے بھی نصیب ہوئے مگر اسلام کی آبرو کو بچانے کے لئے برطانوی استعمار کے خلاف روز اوّل ہی سے علم جہاد محض رضاء الٰہی اور حُبّ الوطنی کے جذبہ سے جن لوگوں نے بلند کیا وہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور بالاکوٹ کی تحریک جہاد کے رہنماؤں حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے قافلہ ہی کے لوگ تھے۔ انہوں نے اپنے عمل سے اس عہد میں اخلاص و ایثار اور جہاد و قربانی کی وہ مثالیں قائم کر دکھائیں جنہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے حکیم مشرق علامہ اقبالؒ نے فرمایا۔

ے دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ ان کو
فقط اک تیری لذتِ آشنائی

بزرگانِ گرامی مرتبت! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ خانقاہ قادریہ راشدیہ خدام الدین امام الاولیاء قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے جذبۂ دینی اور جہد فی سبیل اللہ کا ورثہ ہے۔ یہ محض ایک خانقاہ، دارالعلوم یا مدرسہ ہی نہیں بلکہ اعلاءِ کلمۃ الحق کی ایک تحریک اور طاغوتی قوتوں کے خلاف اللہ والوں کی تاریخی جدوجہد کا صدر مقام ہے حضرت لاہوریؒ کے وصال کے بعد ان کے جانشین داعی فکر ولی اللہی حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ نے اسلاف اور بزرگوں کے فکر سے گرمائے رکھا۔ انہوں نے مخالفتوں اور سازشوں کی آندھیوں میں بھی اہلِ حق کی عظمت کا پرچم بلند سرنگوں نہ ہونے دیا اور قافلۂ صدق و وفا کو اپنے ساتھ لئے راہِ حق میں بڑھتے چلے گئے۔ تا آنکہ قریباً دو ماہ پہلے وہ ناموسِ مصطفےٰ، عظمتِ اسلام کے تحفظ اور فلاحِ وطن و ملت کی جدوجہد میں دعوت و استقامت کی آبرو کے تمام تقاضوں کا پاس و لحاظ قائم رکھتے ہوئے خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس میں رطب اللسان ہمیں چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا لِلّٰہ و اِنّا اِلیہ رَاجعون ۔

ے گو ہوا تھی تند و تیز لیکن
وہ چراغ اپنا جلا رہا تھا

مہمانانِ عالی وقار! ہمارے مقتدا، پیشوا، قائد اور رہنما حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انورؒ نے آج یہاں آپ کو اھلاً و سہلاً کہنا تھا مگر فعّال لّما یرید نے انہیں اپنی جنتوں میں بلا لیا ہے۔ اس لئے ان کے جانشین حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری اوارہ خدام الدین کے تمام ارکان و کارکنان اور سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے جملہ متعلقین کی جانب سے آپ کو خوش آمدید کہنے کا فرض مجھے سونپا گیا ہے۔ عقیدت و محبت کے چمنستانوں کی رعنائیاں اور خوشبوئیں آپ کے قدموں میں بچھاتے ہوئے ہم آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہمیں مسرت ہے کہ آج کے سنگین حالات میں آپ حضرات ہر خوف و لالچ سے بے نیاز ہو کر اسی مؤقف پر قائم ہیں جو مؤقف ہمارے مقتدار اور جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ اور ہمیں توقع ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم نے پاکستان میں قرآن و سنّت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے خلوص و دیانت پر مبنی جس صاف ستھری اور مجاہدانہ سیاست کو اختیار کیا تھا، اسی کے خطوط پر قائم رہتے ہوئے آپ آگے بڑھیں گے اور ملک و قوم کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔ جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ، حضرت اقدسؒ کے تمام خلفاء کی دعائیں اور کارکنان و راہنمایان و قافلہ سالاران جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاہور اور ادارہ خدام الدین اور سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے جملہ متعلقین کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ ایثار و قربانی کے کسی بھی موڑ پر ہم آپ سے الگ نہیں رہیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ

(باقی ۲۶ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ و تبصرہ

امین احسن اصلاحی

مولانا عبید اللہ انور کا انتقال

مجلّہ تدبّر، لاہور

اس ملک کے دینی حلقوں کے لیے ایک بڑا سانحہ حال میں مولانا عبید اللہ انور مرحوم کے انتقال کی صورت میں پیش آیا۔ مولانا درس و تعلیم قرآن کے اس قدیم سلسلے کے اس وقت سربراہ تھے جو مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے لاہور میں جاری تھا اور واقعہ یہ ہے کہ ایک بڑا ہی مبارک اور وسیع سلسلہ تھا۔ اس کی شہرت میں یو۔پی میں بھی سنا کرتا تھا۔ بلامبالغہ ہزاروں انسانوں نے اس حلقہ درس سے فائدہ اٹھایا۔ اس کی خاص خوبی یہ رہی کہ مولانا احمد علی اور مولانا عبید اللہ انور دونوں نے قرآن کے درس کا کام للہ اور فی اللہ کیا اور بڑے وسیع حلقے میں قرآن مجید کا فیض پہنچایا لیکن اس زمانے میں قرآن کے نام پر جو دکانیں کھلتی اور پلازے قائم ہوتے ہیں، اس طرح کی کوئی چیز انہوں نے قائم نہیں کی۔

اس حلقہ درس سے متعلق میرے لیے خاص دلچسپی کی بات یہ تھی کہ ہر چند یہ سلسلۂ درس تھا تو اسی معروف طریقے پر جو اس ملک کے پرانے علماء کا طریقہ ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ مولانا احمد علی اور مولانا عبید اللہ انور مرحوم دونوں کے قلب میں بڑی وسعت تھی، اعتدال اور میانہ روی تھی، وہ نئے افکار، نئے طرز تحقیق اور فکر و تدبر سے متوحش یا الرجک نہیں تھے، بلکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ اس کو پسند کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ رسالہ خدام الدین میں ہمارے رسالہ "تدبر" پر جب تبصرہ ہوا تو اس کے تحقیقی اور علمی رنگ کو پسند کرتے ہوئے اسے بہر طور لائق مطالعہ قرار دیا گیا اور اہلِ علم کو اس سلسلہ کی سرپرستی کرنے کی سفارش کی گئی۔ قلب کی یہ وسعت و گنجائش خدا کی ایک بڑی نعمت ہے۔ یہ چیز اس توسع اور فراخ دلی کے لیے راستہ کھولے گی جو اس دنیا میں ہم کو بنیانِ مرصوص بنا سکتی ہے۔

میرے خیال میں اس مکتب فکر کو یہ روشنی مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم سے ورثے میں ملی ہے۔ شاید آپ لوگوں کے علم میں یہ بات نہ ہو کہ مولانا سندھیؒ میرے استاد مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے گہرے دوستوں میں تھے۔ استاد مرحوم ان کا ذکر بڑی محبت سے "ہمارے مولانا عبید اللہ" کے الفاظ سے کرتے۔ جب مولانا سندھی عرب میں تھے تو مولانا فراہی ہندوستان سے جانے والے حجاج کے ذریعے ان سے تعلق رکھتے اور جب وہ خود حج کے

لیے گئے تو مولانا سندھی سے وہاں ان کی ملاقاتیں رہیں اور واپسی پر انہوں نے مولانا کے بعض نہایت موثر واقعات ہمیں بھی سنائے۔ مولانا سندھیؒ جب کبھی اعظم گڑھ تشریف لاتے تو وہ مولانا فراہیؒ کے مہمان ہوتے۔ اس طرح مجھے ذاتی طور پر ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ اس مسئلے پر غور کرتا کہ مولانا فراہیؒ اور مولانا سندھی کے سوچنے کے انداز میں بڑا فرق ہے۔ آخر وہ کون سی چیز ہے جس نے دونوں کو اتنا جگری دوست بنا رکھا ہے۔ واقعات نے مجھ پر یہ واضح کر دیا کہ مولانا فراہی قدردان تھے مولانا سندھی کے مضبوط کردار، ان کی عزیمت، ان کی استقامت، ان کے استغنا، ان کی شجاعت فتوت اور خلق سے ان کی بے نیازی کے۔ مولانا سندھی مداح تھے مولانا فراہی کے تفکر و تدبر اور قرآن مجید کے گہرے علم کے۔ اس چیز نے دونوں کی سوچ کا انداز الگ الگ ہونے کے باوجود ان میں گہری محبت پیدا کر دی تھی۔

مولانا فراہی کے انتقال کے بعد بھی مولانا عبیداللہ سندھی ایک مرتبہ مدرسۃ الاصلاح میں تشریف لاتے اور مجھے ان کی خدمت کا موقع ملا۔ رسالہ الاصلاح کے نکالنے کی تاریخ قریب تھی، یہ ممکن نہ تھا کہ مولانا سندھی مدرسے میں تشریف فرما ہوں اور رسالے میں ان کا ذکر نہ کیا جائے۔ اس زمانے میں اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی طاقت ان میں ذرا کم ہو گئی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ پر مضمون لکھنا ہے لیکن چھپنے سے پہلے وہ آپ کو دکھاؤں گا نہیں۔ بڑی محبت کے ساتھ ہنس کر کہنے لگے، اچھا بھائی آپ ایڈیٹر ہیں آپ کو اختیار ہے نہ دکھایئے! میں نے وہ مضمون لکھا اور اس میں مولانا کے افکار سے اپنا اختلاف بھی ظاہر کیا۔ اس کا پروف میں نے مولانا کو دکھایا۔ انہوں نے اسے بڑے انہماک سے پڑھا اور واپس کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا بھائی" ٹھیک ہے۔ میرے نزدیک ان کے اندر فکر کی آزادی تھی اور وہ اس کے قدردان تھے۔ وہ شاہ ولی اللہ کے افکار کے علمبردار تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ شاہ صاحب کے ہاں بھی فکری آزادی موجود ہے۔ فکر و تدبر کی قدر انہی بزرگوں سے مولانا احمد علیؒ کے خاندان میں بھی ایک اعتدال کے ساتھ منتقل ہوئی ہے اور یہ بڑی ہی قیمتی چیز ہے۔

مولانا عبیداللہ انور کے انتقال کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں آخرت میں سرخرو اور فائز المرام کرے میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مولانا کے صاحبزادوں، رفقاء اور تلامذہ کو توفیق دے کہ وہ ان کے کام کو مزید سرگرمی کے ساتھ جاری رکھیں اور مولانا احمد علی کے شروع کیے ہوئے مبارک سلسلہ درس کا فیض عام جاری رہے۔

(ترتیب، خالد مسعود)

روزنامہ الجمعیۃ دہلی کا شیخ الاسلامؒ نمبر

جدید زیور طبع سے آراستہ ہوکر منصۂ شہود پر آگیا

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالےٰ کی شخصیت دینی، علمی و سیاسی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس نابغۂ روزگار شخصیت نے برصغیر کی آزادی کی جنگ میں جو مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے اور جس جرأت و ایثار کے ساتھ علماء حق کے قافلہ کی قیادت کی وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

حضرت مدنیؒ تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے راہ نما ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیوبند جیسی عظیم یونیورسٹی کے شیخ الحدیث اور ایک ممتاز روحانی پیشوا بھی تھے اور ان تینوں شعبوں میں اُن کی تگ و تاز اور خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ بسا اوقات یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کسی ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ وہ کئی شخصیات کا مجموعہ تھے۔

نمود و نمائش اور ظاہر داری کے اس دور میں ایسی جامع شخصیات نہ صرف ناپید ہوتی جا رہی ہیں بلکہ ان کے تذکرہ اور یاد کی ضرورت کا احساس بھی دلوں سے محو ہوتا جا رہا ہے حالانکہ ماضی اور اسلاف کے کارناموں اور روایات سے نئی نسل کو آگاہ کرانا زندہ قوموں کے فرائض اور نئی نسل کے حقوق میں سے ہے لیکن ہماری غفلت اس فرض اور حق کی ادائیگی میں حائل ہے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد روزنامہ الجمعیۃ دہلی نے ان کی یاد میں "شیخ الاسلامؒ نمبر" کے عنوان سے ایک ضخیم اشاعت کا اہتمام کیا تھا جس نے اپنی جامعیت اور ترتیب کی دلکشی اور تنوع کے باعث پورے برصغیر میں مقبولیت حاصل کی تھی اور تاریخ کا ایک اہم ریکارڈ کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ "شیخ الاسلام نمبرؒ" کافی عرصہ سے نایاب تھا جسے گوجرانوالہ کے جناب حافظ محمد یوسف عثمانی اور ان کے رفقاء نے حضرت سید انور حسین نفیس رقم کی زیرنگرانی عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ انتہائی خوبصورت اور معیاری انداز میں مکتبہ مدنیہ باغبانپورہ جدید گوجرانوالہ کی طرف سے دوبارہ پیش کیا ہے۔

چار سو کے قریب صفحات پر پھیلا ہوا یہ عظیم نمبر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا مجموعہ ہے جسے زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس نمبر میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں جلیل القدر زعماء اور اصحابِ قلم کے قیمتی مقالات و مضامین قومی لیڈروں کے تاثرات اور شعرا کا کلام شامل ہے۔ "شیخ الاسلامؒ نمبر" کو خوبصورت اور مضبوط جلد سے بھی آراستہ کیا گیا ہے اور اس کی قیمت اسّی روپے رکھی گئی ہے جس میں دینی اداروں، طلباء اور تاجروں کو خصوصی رعایت دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔

علماء کرام، طلبہ اور دینی اداروں کو بالخصوص "شیخ الاسلامؒ نمبر" کی اشاعت میں حصّہ لینا چاہیئے۔ اسے نہ صرف اپنی لائبریریوں کی زینت بنائیں بلکہ نوجوانوں کو اہتمام کے ساتھ اس کا مطالعہ کرا کے اپنے اکابر و اسلاف کے کارناموں کو نئی نسل تک پہنچانے کا فریضہ ادا کریں۔

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

نرینہ اولاد کے لئے روحانی اور طبّی نسخہ جات

متعدد احباب نرینہ اولاد کے سلسلے میں رجوع فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ذیل میں متعدد روحانی اور طبّی نسخہ جات دئے جا رہے ہیں، یہ نسخہ جات صرف انسانی تدبیریں ہیں۔ ورنہ بیٹے بیٹیاں عطا کرنا اُسی قادرِ مطلق کے دستِ قدرت ہیں ہے۔ مرض کا علاج کرنا بھی سنّتِ نبوی بلکہ ارشادِ نبوی ہے۔ ہر کام، ہر محنت اور اور ہر کوشش کا نتیجہ اللہ تعالےٰ ہی کے ہاتھ ہیں ہے اس لئے کوئی طبیب، کوئی ڈاکٹر، کوئی معالج سو فیصدی کامیابی کا دعوےٰ کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتا۔

روحانی علاج

آغاز حمل سے لے کر اڑھائی مہینے کے اندر اندر ایک ہفتہ تک روزانہ ایک بار باوضو اور باآدابِ کامل سورۂ بقرہ اول و آخر درود شریف پڑھ کر ایک نئے مٹی کے پیالے ہیں پانی پر دَم کیا جائے اور علی الصبح حاملہ کو پلایا جائے۔ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

طبّی نسخہ جات

۱۔ ورق نقرہ ایک سو عدد مصری کوزہ دو تولہ ہیں خوب کھرل کریں کہ ورقوں کا نشان نہ رہے۔ ایک ماشہ صبح، ایک ماشہ شام دودھ کے ساتھ کھلا دیا کریں انشاء اللہ فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔

۲۔ بیخ مرجان ۳ ماشہ، صدف مروارید ی ۳ ماشہ، زہر مہرہ خطائی ۳ ماشہ، نارجیل دریائی ۳ ماشہ۔

چاروں دوائیں پتھر کے نہ گھسنے والے کھرل ہیں اکیس عدد ورق نقرہ کلاں ملا کر خوب کھرل کریں کہ غبار کی مانند باریک ہو جائے۔ اس کی چنے کے دانے کے برابر گولیاں بنا لیں۔ روزانہ ایک گولی رات سوتے وقت گائے کے دودھ کے ساتھ عورت کو کھلائی جائے۔ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔

۳۔ مور کے پَر کی چاند کے نشان والی ٹکیہ ایک عدد، قند سیاہ کہنہ ۲ تولہ، تخم ورق الخیال ۳ تولہ، عنبر ایک ماشہ، کستوری ۴ رتی۔ تمام دواؤں کو یکجان کرکے ۲۴ گولیاں بنائیں۔ حمل کے تیسرے مہینے کے آغاز ہی ہیں روزانہ ایک گولی صبح نہار منہ اس گائے کے تازہ دودھ جوشیدہ کے ساتھ کھلائیں جس نے بچھڑا جنا ہو۔

تیسرا نسخہ میرا معمول مطب ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آج تک اس کا نتیجہ بہتر نکلا ہے لیکن سو فیصد کامیابی اس سے بھی حاصل نہیں ہوئی۔ بہتر یہ ہے کہ [illegible] روحانی علاج بھی [illegible]

جانشینِ امام الہدیٰ امیر انجمن خدّام الدین لاہور

حضرت مولانا میاں محمدؐ اجمل قادری کا دورۂ کراچی

حضرت میاں صاحب انشاء اللہ تعالےٰ ۱۹ جولائی کو بذریعہ ہوائی جہاز بعد نمازِ جمعہ لاہور سے کراچی تشریف لے جائیں گے۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب مسجد خدّام الدین ناظم آباد چورنگی گولیمار میں مجلسِ ذکر کے انعقاد کے بعد آپ خطاب فرمائیں گے اور بعد نمازِ عشاء فیڈرل 'بی' ایریا میں تحریک اصلاح ابلاغ عامہ پاکستان کے صدر اور معروف صحافی جناب اقبال احمد صدّیقی کے فرزند جناب منصور احمد صدّیقی کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت فرمائیں گے۔ ہفتہ کے روز کراچی کے متعدّد دینی مدارس اور جامعات میں تشریف لے جائیں گے، حضرات علماء کرام اور دینی رہنماؤں سے ملاقات کریں گے۔ اس دورہ میں ایڈیٹر خدّام الدین مولانا عبدالرّشید انصاری بھی آپ کے ہمراہ ہوں گے۔ حضرت مولانا میاں محمدؐ اجمل قادری اتوار کے روز کراچی سے ملتان روانہ ہو جائیں گے۔

ناظم انجمن خدّام الدین
شیرانوالہ دروازہ، لاہور

محترم حاجی باقر علی ظفر کو صدمہ

جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ حضرت مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہ کے محبِّ خاص محترم حاجی باقر علی ظفر صاحب کی والدہ محترمہ گزشتہ ہفتے اپنے گاؤں ضلع سیالکوٹ میں طویل علالت کے بعد داعئ اجل کو لبیک کہہ گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یہ المناک اطلاع ملنے پر حاجی ظفر صاحب کویت سے پاکستان آئے اور انہیں جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہو گئی۔

محترم حاجی باقر علی ظفر ایک مدت سے کویت میں مقیم ہیں اور حضرت مولانا عبید اللہ انور مرحوم و مغفور کی اجازت سے وہاں ہر مہینے مجلسِ ذکر منعقد کرا رہے ہیں جس میں مشہور عالم دین حضرت مولانا احمد علی سراج مدظلہ نہایت عارفانہ تقریر فرمایا کرتے ہیں۔ اس طرح کویت میں ایک چھا خاصہ حلقۂ خدام الدین قائم ہو چکا ہے۔

حاجی صاحب کی والدہ مرحومہ بھی ایک دیندار پابند صوم وصلوٰۃ اور بزرگ ہستی تھیں۔ اس صدمہ میں ادارہ خدّام الدین حاجی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: سپاسنامہ

رحمتِ حق ہر قدم پر ہم سب کی رہنمائی اور یاوری کرتی رہے گی۔
و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ
ناظم مجلسِ استقبالیہ